شیخ عبدالحق محدث دہلوی بحیثیت سیرت نگار

(مدارج النبوۃ کے تناظر میں)

Sheikh Abdul Haq Muhaddith Dehlavi as a Seerah Biographer: In "Madarijun Nubuwah wa Darajaatul Futuwah" perspective

ڈاکٹر حافظ محمد نعیم: چیئرپرسن/ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Sheikh Abdul Haq Muhaddith Dehlavi (d. 1052A.H.) was a great scholar of Hadith, Fiqh, Tasawwuf and Seerah. His book *"Madarijun Nubuwah wa Darajaatul Futuwah"* is a unique master piece in whole Persian Seerah literature. This is perhaps the first detailed and thorough work in Persian language on Seerah. This book can be acknowledged as an Persian Encyclopaedia of Seerah, as it discusses almost all the aspects of the life of Prophet Muhammad (PBUH), like his attributes, miracles, incidents and battles, etc. One of the distinctiveness of this book is that author uses primary sources for the narration of Seerah. By applying Islamic sciences and mechanisms of Shariah, he infers Islamic laws and rulings from Seerah narrations. He offers explanation of dissensions among Holy Prophet's (PBUH) companions, and defends the Sufism and its beliefs. This article explores the approach and methodology of "Sheikh Abdul Haq Muhaddith Dehlavi" in account of interpreting the Seerah of Prophet Muhammad (PBUH).

دینی ادب کے حوالے سے برصغیر کی تاریخ پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس خطہ ارض نے مختلف اسلامی علوم وفنون کی آبیاری اور ان کو بلندی وعروج تک پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، فلسفہ، علم الکلام، منطق، تقابل ادیان، اسلامی تاریخ غرضیکہ کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جس کو برصغیر کے اہل علم ودانش کی طرف سے بھرپور توجہ نہ ملی ہو اور پھر یہ کہ یہ دینی ادب کسی ایک زبان کے اہل علم وتحقیق تک محدود نہیں بلکہ برصغیر میں بولی جانے والی تمام اہم زبانوں میں علوم اسلامیہ کے حوالے سے نمایاں کام ہوا ہے جس کا اعتراف اور نشاندہی بہت سے محققین نے کی ہے۔[1]

برصغیر میں بولی جانے والی زبانوں میں ایک اہم اور نمایاں زبان فارسی رہی ہے یہی وجہ ہے کہ دینی ادب کے حوالے سے اس کا دامن بہت وسیع ہے جس کی ایک اہم جہت سیرت نگاری ہے۔ادبیات فارسی میں سیرت نگاری کی روایت آپ ﷺ کی زندگی کے حالات وواقعات، معمولات ومعاملات، فضائل و کمالات، خصائص و معجزات، خصائل و شمائل اور مناقب وصفات سمیت بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے اور اس حوالے سے ثنائے محمد یا نعت محمدی از ضیاءالدین برنی (م ۷۸۵ھ)،اسناد حلیہ حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والسلام از سید علی ہمدانی، شمائل الاتقیاء از شیخ رکن الدین، انیس الغربا از نور الحق المعروف نور قطب (م ۱۴۱۵ء)، سیرۃ النبی از حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز (م ۱۴۲۴ء) اور معارج النبوۃ از ملا معین الدین الہروی (م ۹۷۰ھ) وغیرہ جیسی اہم کتابوں کے نام لیے جا سکتے ہیں لیکن محققین اور اہل علم حضرات کی طرف سے بزبان فارسی سیرت النبی ﷺ کی پہلی مبسوط اور جامع کتاب مدارج النبوت از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۹۵۸۔۱۰۵۲ھ) کو قرار دیا گیا ہے اور بقول خلیق احمد نظامی کہ

"ہندوستان میں مسلمانوں نے جو مذہبی لٹریچر پیدا کیا ہے اس میں مدارج النبوت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اس سے پہلے کسی ہندی مسلمان نے رسول پاک کی اتنی جامع، مفصل اور مکمل سوانح حیات مرتب نہیں کی"۔۲

مدارج النبوۃ نہ صرف آپ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے جامعیت کا پہلو لیے ہوئے ہے بلکہ اپنے منفرد اسلوب و منہج کی بنیاد پر ذخیرہ سیرت میں نمایاں اور بلند مقام کی حامل ہے اس کتاب کو نہ صرف برصغیر میں پذیرائی حاصل ہوئی بلکہ عالم عرب میں بھی اس کتاب سے اخذ واستفادہ کیا گیا۔ برصغیر کے فارسی ادب میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ قرآن اگر شہرہ آفاق حیثیت رکھتا ہے تو مکمل، جامع اور مبسوط سیرت نگاری کے حوالے سے مدارج النبوۃ اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مختصر احوال وآثار:

شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ ترک محدث دہلوی محرم ۹۵۸ھ بمطابق ۱۵۵۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے ہی حاصل کی۔ والد محترم کی تربیت کے حوالے سے شیخ عبدالحق اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

شب و روز درکنار مرحمت وجوار عنایت ایشاں تربیت می یافتم ...حق سبحانہ وتعالیٰ در توجہ و عنایت ایشان اثری و خاصیتی نہادہ بود کہ اگر ہر چند کسی در مرتبہ استعداد و قوت دور ترافتادہ بودی بتوجہ و تربیت ایشان زوداز قوت یفعل آمدی مرآہرچہ ہست اثر توجہ وعنایت ایشان ست۳؎

رات دن میں ان کی آغوش عاطفت میں تربیت حاصل کرتا تھا...اللہ تعالیٰ نے (والد ماجد کو) یہ اثر و خاصیت عطا کر رکھی تھی کہ کوئی شخص، چاہے کیسی ہی استعداد و قوت کا مالک ہوتا، آپ کی توجہ، مہربانی اور تربیت سے اس میں صلاحیتیں ظاہر ہو جاتی تھیں مجھے جو کچھ بھی ملا وہ صرف والد گرامی کی توجہ اور عنایت کا ہی اثر ہے۔

خلیق نظامی ان کے والد کی تربیت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

شیخ سیف الدین کی ان نصیحتوں کو شیخ محدث کے دماغ کے ہر رگ و ریشہ نے قبول کیا اور وہ ان کی زندگی کا جزو بن گئیں اکبری دور میں بحث و مباحثہ، تکفیر و تضلیل کے کیسے کیسے ہنگامے برپا ہوئے لیکن شیخ محدث نے اپنے مسلک سے کبھی سرمو انحراف نہیں کیا... شیخ سیف الدین کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کے دل میں صرف حصول علم کی لگن ہی پیدا نہیں کی بلکہ اس کے ذہن میں علم کے متعلق صحیح نظریے بھی قائم کر دیئے۔۴؎

شیخ موصوف نے بہت چھوٹی عمر میں ہی علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔علوم عقلیہ، نقلیہ اور دینیہ کا حصول صرف اپنے والد محترم اور علماء برصغیر تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ حجاز مقدس کی طرف بھی رخت سفر باندھا اور خاص علم حدیث میں کمال حاصل کر کے وطن لوٹے۔۵؎

تصنیفات شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

شیخ عبدالحق تمام عمر درس و تدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔آپ بیک وقت محدث، مؤرخ، نحوی، فقیہ اور صوفی تھے، تصوف سے آپ کو خاص لگاؤ تھا حدیث اور علوم حدیث میں آپ کی مہارت درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی آپ کی تصنیفات اور ان کے موضوعات پر نظر ڈالیں تو علوم اسلامیہ کا کوئی پہلو ایسا نہیں ملتا جس پر آپ کے قلم سے کچھ نہ کچھ نہ نکلا ہو۔

شیخ محدث کی تصنیفات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تمام اصناف علم پر ماہرانہ نظر رکھتے تھے اور اپنے نقطہ نظر کی وضاحت میں مرتبہ کمال پر فائز تھے۔ تفسیر، تجوید، حدیث، فقہ، عقائد، اخلاق، تصوف، سیرت، تاریخ، سیاست، منطق، فلسفہ، نحو وغیرہ تمام علوم میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔٦

عربی اور فارسی میں آپ کو یکساں مہارت حاصل تھی۔ آپ کی تصنیفات میں سے اہم درج ذیل ہیں:

(۱) تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی (۲) شرح القصیدة الجزریة

(۳) اشعة اللمعات فی شرح المشکوة (۴) لمعات التنقیح فی شرح مشکوة المصابیح (عربی)

(۵) شرح سفر السعادة (فارسی) (۶) اخبار الاخیار (فارسی)

(۷) جذب القلوب الی دیارالمحبوب (فارسی) (۸) ذکر ملوک

(۹) زبدة الآثار منتخب بهجة الاسرار (۱۰) شرح فتوح الغیب (فارسی)

(۱۱) تکمیل الایمان وتقویت الایقان (فارسی)(۱۲) ماثبت بالسنة فی ایام السنة (عربی)

(۱۳) مدارج النبوة و درجات الفتوة (فارسی) (۱۴) بدایت الناسک الی طریق المناسک

(۱۵) جامع البرکات (۱۶) مطلع الانوار البهية فی الحلیة النبوية

(۱۷) زادالمتقین الی طریق الیقین (۱۸) فتح المنان فی تائید النعمان

(۱۹) تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف (۲۰) تالیف قلب الالیف بذکر فهرس التوالیف

(۲۱) کتاب المکاتیب

(۲۲) احوال ائمه اثنا عشر خلاصة اولاد سیدالبشر

(۲۳) انوار الجلية فی احوال مشائخ الشاذلية

(۲۴) مرج البحرین فی جمع بین الطریقین درجمع بیان شریعت و طریقت ۷ے

مدارج النبوة ودرجات الفتوة:

مدارج النبوة شیخ عبدالحق محدث دھلوی کی تصنیفات میں سے ایک اہم اور بلند مقام و مرتبہ کی حامل کتاب ہے تمام ذخیرہ سیرت میں اور خاص طور پر فارسی زبان میں لکھی گئیں کتب سیرت میں مدارج النبوة کو کسی طور نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ فارسی ادب سیرت نگاری کے حوالے سے بجاطور پر

جس کتاب پر فخر کر سکتا ہے وہ شیخ موصوف کی مدارج النبوۃ ہے جو کہ رسول مقبول ﷺ کی مکمل حیات طیبہ ہے رسول پاک کی زندگی کا شاید ہی کوئی گوشہ ہو جس پر اس کتاب میں روشنی نہ ڈالی گئی ہو یہ کتاب شیخ محدثؒ کا نہایت اعلی علمی اور ادبی شاہکار ہے۔۸؎ اس کتاب کو اگر سیرت کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

وجہ تصنیف:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس کتاب کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اگرچہ ایک عرصہ سے دل وروح اور ذوق ایمانی سیرت مبارکہ پہ لکھنے کی خواہش رکھتے تھے لیکن جب بعض مغرور درویشوں کی طرف سے آپ ﷺ کے بلند وارفع مقام و مرتبہ کی پہچان اور آپ ﷺ کے حوالے سے حق اعتقاد میں کمی ہونے لگی اور لوگ جادہ دین سے ہٹنے لگے تو اس صورت حال میں غافلوں کو غفلت سے بیدار کرنے، بے خبروں کو حقیقت حال سے آشنا کرنے، متلاشیان حق کی حق کی طرف رہنمائی کرنے اور عاشقوں کے ذوق و شوق کو برقرار رکھنے کے لیے اس کتاب کی تالیف ضروری ہوگئی۔۹؎

وجہ تصنیف کے حوالے سے شیخ کے اپنے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

..."چوں از فسادزمان انحرافی در مزاج وقت بعضی درویشاں مغرور این روزگار راہ یافت وازتیرگی آئینہ استعداد و تنگی حوصلہ ادراک پایۂ ارفع و مقام اقدس محمدیؐ راہیچکس را بدرک ودریافت آن راہ نیست نشناختہ و تقصیری درادای حق اعتقاد ونمودہ و از جادئہ دین قویم وصراط مستقیم برافتادہ بودند لازم حق نصیحت دین مسلمانی آن نمود کہ احوال و صفات قدسیۂ آنسرور انبیاء و امام اولیاء و مفخررسل واستادکل معدن علوم اولین وآخرین منبع فیض انبیا و مرسلین واسطہ ہر فضل و کمال و مظہر ہر حسن و جمال ہم شاہد و ہم مشہود وہم وسیلہ وہم مقصود ... نگارش نماید واین بی خبرانرا از حقیقت حال آگاہ گرداند و غافلانرا از خواب غفلت بیدار سازد وطالبان را روبراہ آرد"۱۰؎

تقسیم کتاب:

شیخ محدث نے کتاب کو پانچ(۵) اقسام میں کچھ یوں تقسیم کیا ہے۔

قسم اول: فضائل وکمالات

قسم دوم: درولادت ورضاعت

قسم سوم: درذکر وقائع سنوات

قسم چہارم: دروفات رسول اللہ علیہ السلام ازابتدامرض تارحلت

قسم پنجم: درذکر اولاد طاہرہ وازدواج مطہرہ

مصنف نے مندرجہ بالا پانچ اقسام کے تحت کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے پہلے حصہ میں آپ ﷺ کے شمائل وفضائل، اخلاق عظیمہ، صفات کریمہ، قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں آپ ﷺ کا فضل وشرف، تورات وانجیل میں آپ ﷺ کی بشارات، آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کے مشترکہ فضائل و مناقب، معجزات نبوت، اسماء نبوی، عالم آخرت میں آپ کے مخصوص درجات اور فضائل وکمالات، حقوق وواجبات نبوی، عبادات نبی ﷺ، کھانے پینے، پہننے، نکاح کرنے اور سونے وغیرہ کے معمولات وغیرہ کو بیان کیا ہے جبکہ دوسرے حصہ میں آپ ﷺ کے نسب، ایام حمل و ولادت، کفالت عبدالمطلب وابوطالب، ابتدائے وحی تا واقعات ہجرت، ہجرت بعدازابتدائی واقعات، غزوات و سرایا، حجۃ الوداع، زمانہ علالت کے واقعات، غسل تجہیز وتکفین و نماز و صلوۃ، اولاد کرام، حضور ﷺ کے چچاؤں، پھوپھیوں، رضاعی بھائی بہن وغیرہ کا ذکر، خدام بارگاہ رسالت، موالی حضوراکرم ﷺ، محافظین بارگاہ رسالت، کاتبان بارگاہ رسالت، عمال بارگاہ نبوت، آپ ﷺ کے مؤذن، خطیب، شاعر، حدی خواں اور آپ ﷺ کے آلات حرب وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

سیرت نگاری میں شیخ عبدالحق محدث کا اسلوب و منہج:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ ایک منفرد اسلوب و منہج کی حامل کتاب سیرت ہے جس میں ایک طرف تو عشق و محبت و عقیدت کے چشمے رواں نظر آتے ہیں تو دوسری طرف تحقیق و تلاش کی وادیوں کے آخری کناروں تک کو چھونے کی کوشش کی گئی ہے۔ شیخ موصوف کی مدارج النبوۃ صرف حیات رسول ﷺ کی واقعاتی تاریخ نہیں بلکہ مختلف علوم کا مجموعہ بھی ہے کیونکہ شیخ بیک وقت

علم العقائد، تفسیر، حدیث، سیرت، تاریخ، فقہ، تصوف، لغت و ادب اور اعلام و انساب کے عالم تھے علاوہ ازیں جس زمانہ میں اس کتاب کو تالیف کیا گیا بدعات کے فروغ کے حوالے سے اس عہد کے دین دار حضرات کے ہاں بہت پریشانی و اضطراب پایا جاتا تھا۔ افکار باطلہ اور نظریات فاسدہ کا رد بھی اس کتاب میں بعض مقامات پر ملتا ہے۔ مدارج النبوہ میں سیرت رسول ﷺ کے بیان میں مصنف نے جس اسلوب و منہج کو اختیار کیا ہے اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

(۱) وقائع سیرت کے بیان میں قرآن سے استدلال

(i) شیخ عبدالحق کے اسلوب و منہج سیرت نگاری کی ایک اہم صفت یہ ہے کہ موصوف وقائع سیرت پر جابجا آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے نظر آتے ہیں بلکہ حضرت نے تو اپنی کتاب کا آغاز ہی سورہ الحدید کی آیت

هو الاول والاخر والظاہر والباطن وهو بكل شيء عليم ۱۱؎

سے کیا ہے اور لکھا ہے کہ

این کلمات اعجاز ہم سمات ہم مشتملبر حمد و ثنای آہی ست تعالی و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریای خود بدان خواندہ و ہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی ست صل اللہ علیہ و آلہ وسلم "۱۲؎

یعنی مندرجہ بالا کلمات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ کی صفت و نعت کا بھی احاطہ کرتے ہیں۔

(ii) یہود حضور ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کی نشانیوں سے پوری طرح واقف تھے لیکن اس کے باوجود حسد اور تعصب کی بنیاد پر انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔ شیخ عبدالحقؒ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت اور تشریف لانے کے منتظر تھے یہاں تک کہ ان کے آباء واجداد مرتے وقت اپنے بیٹوں کو نبی کریم ﷺ کے بارے وصیت کرتے اور آپ ﷺ کی خبر دیتے نیز آپ ﷺ کی نبوت اور علامات و بشارات سے بخوبی واقف تھے۔ وہ حضور ﷺ کو ایسے پہچانتے تھے جیسا کہ اپنے بیٹوں کو اور اس پر دلیل قرآن کی آیت یعرفونہ کمایعرفون ابناءہم ۱۳؎ ہے ۱۴؎

(iii) حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے جو حضور ﷺ کو حضرت خدیجہؓ کے مال سے باعتبار ظاہر تونگر کیا تو مفسرین "ووجدک عائلا فاغنی" کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں ۱۵؎

(iv) پہلی صدی ہجری کے واقعات میں تعمیر مسجد قباءاور مناقب مسجد قباء کے ضمن میں آیت قرآنی لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین ۱۶

سے استدلال کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق آیت میں مذکور مسجد تقوی سے مراد مسجد قباہی ہے۔۱۷

شیخ محض آیات قرآنیہ سے استدلال ہی نہیں فرماتے بلکہ واقعات سیرت کے بیان میں آیات قرآنیہ سے متعلق دیگر علوم کا احاطہ بھی کرتے ہیں مثلاً ''وحی اول وصل در مراتب وحی'' کے تحت نزول وحی کے آغاز کے ضمن میں موصوف نے وحی کے مراتب اور اقسام وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس وحی کے نازل ہونے کی مختلف صورتیں اور کیفیات کے حوالے سے آٹھ مختلف درجات بیان کیے ہیں۔اس حوالے سے مصنف کی معلومات بہت عمدہ اور مفید ہیں۔۱۸

(۲) دیگر روایات سیرت واحادیث سے استدلال

وقائع سیرت کے بیان میں مصنف قرآن سے استدلال کو اولیت دیتے ہیں اور بعد ازاں دیگر روایات سیرت واحادیث کی مدد سے اپنے استدلال کو تقویت بخشتے ہیں۔غزوہ بدر کے روز قتال ملائکہ کے حوالے سے مصنف نے پہلے سورۃ آل عمران اور سورۃ الانفال کی آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے اور پھر اس ضمن میں دیگر بہت سی روایات کو بھی بیان کیا ہے جو قتال ملائکہ کی آمد اور مختلف کیفیات کو واضح کرتی ہیں۔۱۹ مصنف نے یہاں صاحب المواھب اللدنیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک غزوہ بدر کے علاوہ کسی غزوہ میں فرشتوں نے قتال نہیں کیا نیز دیگر غزوات میں محض نصرت و اعانت تھی نہ کہ قتال۔۲۰

صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہیں کہ قول جمہور تو یہی ہے کہ دیگر غزوات میں قتال نہیں ہوا لیکن اس بات کو مسلم کی حضرت سعد بن وقاصؓ سے مروی ایک روایت کہ ''روز احد رسول اللہ ﷺ کی دائیں اور بائیں جانب دو ایسے شخصوں کو دیکھا جو سفید لباس میں ملبوس تھے۔اور ان کو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا تھا،اور شرح صحیح مسلم میں امام نووی کی تصریح رد کرتی ہے کہ قتال ملائکہ صرف بدر کے ساتھ مخصوص ہے۔۲۱

(۳) روایات مختلفہ کا بیان

وقائع سیرت سے متعلقہ مختلف روایات سیرت کا بیان مصنف کا ایک اہم اسلوب ہے ایک واقعہ سے متعلق مختلف ارباب سیرت کے جتنے اقوال ملتے ہیں یا جتنی روایات سیرت پائی جاتی ہیں ان سب کو نقل کر دیتے ہیں مثلاً غزوہ خندق میں خندق کی کھدائی کے سلسلے میں مختلف روایات ہیں ایک روایت کے مطابق یہ کھدائی چھ دن میں، دوسری روایت کے مطابق بیس دن میں، تیسری روایت کے مطابق چوبیس دن میں اور پانچویں روایت کے مطابق ایک مہینہ میں مکمل ہوئی مصنف نے یہ تمام روایات بیان کر دی ہیں اور فیصلہ قاری پر چھوڑ دیا ہے۔ ۲۲

شاعر امیہ بن الصلت جب فوت ہوا تو اس کی وفات پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "امن لسانہ وکفر قلبہ" مصنف کے نزدیک اس حوالے سے ایک دوسری روایت بھی ملتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ امن شعرہ وکفر قلبہ۔ ۲۳

اس طرح کی بیسیوں مثالیں کتاب کا حصہ ہیں۔

(۴) روایات سیرت میں تطبیق

مدارج النبوۃ میں مختلف روایات سیرت کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کی عمدہ کوشش کی گئی ہے شیخ عبدالحق مقتولین بنی قریظہ کے متعلق ارباب سیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ایک گروہ کے نزدیک ان کی تعداد چار سو(۴۰۰) تھی، دوسرے گروہ کے نزدیک چھ سو(۶۰۰) جبکہ کچھ حضرات کے نزدیک ان کی تعداد سات سو(۷۰۰) یا نو سو(۹۰۰) تھی۔ شیخ پہلی رائے کو درست قرار دیتے ہوئے بقیہ آراء کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

وروایت اول صحیح ترست ودر طریق جمع گفتہ اند کہ احتمال وارد کہ چہار صد اصل و متبوع باشند و باقی اتباع و خدام ایشان۔ ۲۴

یعنی ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ یہ ممکن ہے کہ ان کی اصل تعداد تو چار سو ہی ہو اور باقی لوگ ان کے متبوع اور خدام وغیرہ ہوں جس بنیاد پر ان کی تعداد کے حوالے سے ارباب سیر میں اختلاف واقع ہوا۔ غزوہ بدر صغری میں آپ ﷺ پندرہ سو(۱۵۰۰) افراد لے کر مدینہ سے نکلے، مصنف نے غزوہ بدر صغری میں مسلمان لشکر کی تعداد کے حوالے سے بیضاوی اور کشاف کی روایت کا تذکرہ کیا ہے کہ

مسلمانوں کی تعداد ستر (۷۰) تھی پھر مصنف نے اس کارد کرتے ہوئے کہا کہ یہ تعداد عقل سے بعید ہے کہ ایسے موقع پر صرف ستر (۷۰)افراد پر مشتمل لشکر نکلے پھر خود ہی ان میں تطبیق پیدا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ پہلا گروہ ستر (۷۰) کا نکلا ہو اور اس کے بعد باقی لوگ نکلے ہوں۔۲۵ؔ

اسی طرح عمرہ حدیبیہ کے وقت مسلمانوں کی تعداد کے حوالے سے مختلف روایات ملتی ہیں جن کے مطابق لشکر اسلام کی تعداد ۱۳۰۰، ۱۴۰۰، ۱۵۰۰ تھی مصنف نے ان روایتوں میں بہت عمدگی سے تطبیق پیدا کی ہے۔۲۶ؔ

غزوہ بنی نضیر کے موقع پر یہودیوں پر غلبہ پانے کے بعد ان کے درختوں کو کاٹنے یا نہ کاٹنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے حکم پر مشتمل روایات کے تعارض کو بھی رفع کیا گیا ہے۔۲۷ؔ

(۵) روایات کی استنادی حیثیت پر تبصرہ

مصنف روایات کی استنادی حیثیت کو زیر بحث لاتے ہیں اور ان کے بارے میں اپنی ذاتی رائے بھی نقل کرتے ہیں قصہ غرانیق کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے وقوع میں اہل علم کلام کرتے ہیں۔ قاضی عیاض کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہوں نے الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں اس کارد کیا ہے نیز فخر الدین رازی کے حوالے سے بھی اس قصہ کو باطل قرار دیا ہے مزید لکھتے ہیں کہ صحاح ستہ میں یہ روایت کثرت کے ساتھ آئی ہے لیکن اس میں غرانیق والی بات موجود نہیں مصنف کے نزدیک جو شخص حضور ﷺ کی طرف بتوں کی تعظیم کی نسبت کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے مصنف کے نزدیک عقل و نقل ہر دو حوالوں سے یہ قصہ من گھڑت اور باطل ہے۔ لکھتے ہیں

''پس انستم بطریق عقل و نقل کہ این قصہ موضوع و باطل است از وضع زنادقہ است و نیست اصل''۲۸ؔ

صاحب مدارج النبوۃ نے ہجرت کے چھٹے سال کے واقعات کے ضمن میں دعائے استسقاء کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی رسول اللہ ﷺ سے منقول چھ (۶) صورتیں بیان کی ہیں اور لکھا ہے کہ بیشتر احادیث میں وجوہ استسقاء مذکور ہیں نماز نہیں۔ سوائے ایک جگہ کے، کہ آپ ﷺ نماز پڑھنے والی جگہ (عید گاہ) گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور خطبہ دیا۔ شیخ عبدالحق اس روایت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

واینحدیث بجمیع خصوصیات بسرحد صحت نرسیده است یا مخصوص ست بحضرت رسالت ﷺ ونیز نست آن بود۔۲۹ؔ

علاوہ ازیں مصنف حدیث کے منسوخ وغیرہ ہونے کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ ۳۰

جیسا کہ غزوہ ذی قرد کے حوالے سے روایت ملتی ہے کہ اس میں آپ ﷺ کی پنڈلی یاران میں زخم آیا تو مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تو صحابہ نے بھی آپ کی متابعت میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ علماء کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مرض الموت میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ نے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے اسے (بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا) درست قرار دیا۔ ۳۱

(۶) متصوفانہ افکار و نظریات کی تائید

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو تصوف اور صوفیاء سے خاص لگاؤ تھا ان کی تالیفات و تصنیفات اس بات کی عکاسی کرتی نظر آتی ہیں۔ علماء و مشائخ سے محبت و عقیدت کی بناء پر ہی انہوں نے اپنی معروف کتاب اخبار الاخیار سپرد قلم کی۔ اس لیے اگر سیرت نگاری میں بھی ان کو صوفیاء و مشائخ کے لیے اسوہ رسول سے کوئی دلیل ملی تو اسے بطور خاص بیان کیا۔ مثلاً غزوہ بنی قریظہ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو قریظہ سے قاصد رسول کی حیثیت سے بات چیت کی تو اثنائے گفتگو ان کو ایک ایسا اشارہ کیا کہ جس میں ان کے لیے ایک خاص پیغام تھا (اشارت کرد ابولبابہ بدست خود بسوی حلق خود یعنی اگر فرود می آئید ذبح کردہ میشوید) بعد میں اپنی اس حرکت پر پشیمانی ہوئی اور فوراً مسجد نبوی میں جا کر خود کو سزا کے طور پر ایک ستون سے باندھ لیا اور خدا کے حضور توبہ کی۔ حضرت ابولبابہؓ نے کہا کہ جب تک توبہ قبول نہیں ہوتی انہیں کوئی نہ کھولے اس واقعہ کے بیان کے بعد شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ حضرت ابولبابہؓ کا خود کو باندھنا ''سکر حال'' ہے۔ ندامت اور پشیمانی توبہ ہی ہے لیکن تعذیب نفس توبہ نہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ پر بھی ایسی کیفت طاری ہو جاتی تھی۔

''وازینجا معلوم میشود که صحابه رانیز سکرہا دراحوال بود''

پھر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اس حال پر برقرار رکھا ہے پس اس میں سادہ صوفیہ کے لیے حجت و دلیل ہے اور منکرین کا رد ہے۔ (وبتقریر آنحضرت آنرا ثابت صحیح است وسادہ صوفیہ رادر ینجا حجت ست اور داست بر سنکران ایشان) ۳۲

حضرت عبداللہ ذوالبجادین فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ان کو ایمان لانے کی سزا یہ ملی کہ ان کے چچا نے ان کے بدن کے کپڑے تک اتروا لیے۔انہوں نے اپنی والدہ سے ایک موٹی چادر لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے،اس سے اپنا ستر چھپایا اور ہجرت کر کے رسول اللہ کے پاس مدینہ پہنچ کر اصحاب صفہ کے ساتھ رہنے لگے۔حضرت عبداللہ نے نبی کریم ﷺ سے قرآن سیکھا اور مسجد نبوی میں ذوق وشوق کے ساتھ بلند آواز میں قرأت کرتے۔ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ یہ اعرابی بلند آواز میں قرأت کرتا ہے اور اس کی اونچی آواز میں قرأت لوگوں کی نماز و قرأت میں مزاحم ہوتی ہے۔اس پہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر اسے اس کے حال پہ چھوڑ دو وہ نکالا ہوا ہے۔اور خدا اور اس کے رسول کے لیے ہجرت کرنے والا ہے صاحب مدارج النبوۃ یہاں اصحاب حال کے لیے نکتہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"ازینجا معلوم میشود که صاحب حال درانچه صادر گر دو ازوی چیزی از خلاف ادب و اولی وفوت گرو درغایب بعضی از ادب معذور است۳۳ـ

(۷) عقائد وافکار باطلہ کا رد

مدارج النبوہ میں مصنف کو جہاں موقع ملا انہوں نے عقائد وافکار باطلہ کا بھرپور انداز میں رد کیا ہے مثلاً غزوہ بدر کے ضمن میں مصنف نے آیت مارمیت ازرمیت ولکن اللہ رمی ۳۴

بیان کی ہے اور ساتھ ہی وضاحت کی ہے کہ بعض فرقے اس آیت سے غلط استنباط کرتے ہوئے "مذہب جبر" پر دلیل پکڑتے ہیں اور افعال کو بندوں سے سلب کر کے صرف خدا تک محدود رکھتے ہیں۔ مصنف لکھتے ہیں کہ لوگوں کا یہ استنباط درست نہیں۔انہوں نے قرآن فہمی میں ٹھوکر کھائی،اگر ایسا ہی ہے تو یہ اس کو محض رمی تک خاص نہیں رکھا جائے گا بلکہ اس طرح تو کہا جائے گا کہ

"ماصلیت اذ صلیت ولکن اللہ صلی" یا اس طرح "وماصمت اذ صمت ولکن اللہ صام"

مصنف کے نزدیک اگر اس اصول کو بندوں کے تمام افعال نیک وبد پر پھیلا دیا جائے تو یہ یقیناً ایک کھلی گمراہی ہو گی۔۳۵

اسی طرح کعب بن اشرف یہودی کے دھوکہ سے قتل کیے جانے پر بعض لوگوں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراض کا جواب بھی عقلی دلائل کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں :

وقتل اہل شرک و دفع شروفساد ایشان بقصد اصلاح عالم واہل خیر بعینه مثل قطع شاخہاے زائد درختان ست برای اصلاح شاخہای که میوه دار و مصالح اند که تا آنہار ابنر ندد درخت میوه ند ہد۔۳۶؎

(۸) دفاع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی سیرت نگاری کی ایک خاصیت یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے احوال و آثار کے بیان میں حضرات صحابہؓ پر اٹھنے والے اعتراضات کا رد کرتے ہوئے دفاع صحابہؓ کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ مثلاً ایک شخص حضرت عثمان کے ساتھ سوءاعتقاد رکھتا تھا اس نے حضرت عمرؓ کے سامنے تذکرہ کیا کہ حضرت عثمان غزوہ احد میں مشکل وقت آنے پر مدینہ لوٹ آئے، اسی طرح وہ غزوہ بدر میں بھی غائب تھے اور پھر بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ مصنف نے حضرت عمرؓ کا جواب نقل کیا ہے جس میں انہوں نے غزوہ احد، غزوہ بدر اور بیعت رضوان میں حضرت عثمانؓ کے موجود نہ ہونے کی وجہ بیان کی ہے اور اس شخص کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔۳۷؎

خود حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کی شرائط کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جو مکالمہ کیا اور جس ہیجان و اضطراب کا اظہار کیا تو مصنف حضرت عمرؓ کی اس حالت کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”واین قول عمر برسبیل استکشاف و استفسار بود نه برسبیل شک و انکار حاشا“۳۸؎

بنی تمیم کے کچھ لوگ جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنا ایک امیر مقرر کرنے کی درخواست کی حضرت ابو بکر صدیق نے قعقاع بن معد بن زرارہ کا نام تجویز کیا۔ حضرت عمر فاروق نے اقرع بن حابس کا نام پیش کیا۔ اس بات پہ دونوں حضرات میں اختلاف ہوا اور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ صاحب مدارج النبوۃ یہاں دونوں صحابہ کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پس جدال و نزع کردند این دوبزرگ میان خود وجدال برای اظہار حق تا اتباع کردہ شود آنرانہ بقصد غلبہ وترفع"۳۹

اسی طرح واقعہ افک کے بیان میں"رفع شبہات متعلقہ قضیۃ افک " کے تحت لکھا ہے کہ بعض لوگوں کے اذہان میں یہ بات موجود ہے کہ واقعہ افک میں حضرت علیؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں تساہل سے کام لیا۔ مصنف نے مختلف روایات و آثار کے ذریعہ حضرت علیؓ کی اس بارے میں مدافعت کرنے کی عمدہ کوشش کی ہے۔۴۰ حضرت عائشہ پر تہمت کا یقین کرنے والوں میں حضرت حسان بن ثابت بھی تھے۔ شیخ عبدالحق حضرت حسان بن ثابتؓ کے حوالے سے تعجب و حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حیرت ہے کہ وہ اس میں کیسے مبتلا ہو گئے حالانکہ ان کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے

ان اللہ یؤید حساناً بروح القدس مادام ینافح عن رسول اللہ۴۱

(۹) وقائع سیرت سے استنباط احکام ودروس وعبر

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں مباحث فقہیہ سے بھی اعتناء کیا ہے اور آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ اور واقعات سیرت کے ضمن میں ساتھ ساتھ ان کا تذکرہ کرتے چلے گئے ہیں اور فائدہ اور تنبیہات کے عنوانات کے تحت اسرار ورموز بھی بیان کیے ہیں۔ پہلے حصہ میں مصنف نے آپ ﷺ کے شمائل و خصائص اور معمولات وغیرہ کے ضمن میں جن مسائل کے حوالے سے فقہی بحثیں چھیڑی ہیں ان میں خضاب لگانے سے متعلق علماء کی آراء، کھانے میں عیب نکالنے کا جواز، حضور ﷺ پر صلوۃ وسلام عرض کرنے کا مسئلہ، بیان طہارت میں علماء کے اختلاف کا ذکر، وضو میں پانی کی مقدار کے حوالے سے بحث، سر کا مسح، کانوں کا مسح، داڑھی میں خلال، موزوں پر مسح، مدت مسح خفین، تیمم، جمع بین الصلاتین، نماز جنازہ کے مسائل، غائب پر نماز جنازہ کے احکام جیسے عنوانات سے بحث کی ہے جبکہ دوسرے حصہ، جو کہ باقاعدہ طور پر آپ ﷺ کی زندگی کے واقعات کی زمانی ترتیب پر مشتمل ہے، میں بھی مصنف نے مختلف واقعات کے تذکرہ کے ضمن میں بہت سے فقہی احکام اور ان سے متعلق فقہاء کی آراء اور ذاتی رائے ظاہر کی ہے غزوہ بنی المصطلق میں صحابہؓ نے جب آپ ﷺ سے عزل کے بارے میں

دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم عزل کرو یا نہ کرو جسے پیدا ہونا ہے پیدا ہو کر رہے گا"۴۲ اس روایت سے صاحب مدارج النبوۃ یہ معنی نکالتے ہیں کہ

"از ینجا ہم معنی اباحت مفہوم میگردروہم حرمت و مذہب درفقه آنچنان قرار یافت که عزل ورامته جائز ست و درحره جائزه نیست مگر باذن ودرجاریه منکوحه مروی ست که جائزنیست مگر باذن مولی"۴۳

"اس سے اباحت کے معنی بھی نکلتے ہیں اور حرمت کے بھی، اور فقہ میں مذہب یہ قرار پایا ہے کہ باندی میں تو عزل جائز ہے مگر حرہ یعنی عورت (بیوی) میں اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اور منکوحہ باندی کے بارے میں ہے کہ مولی کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ غزوہ دومۃ الجندل کے سفر میں وفات پا گئیں تو انہوں نے اپنی والدہ کی طرف سے کچھ صدقہ دینے اور اس کے ثواب کے اپنی والدہ کو پہنچنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کا ثواب یقیناً ان کو پہنچے گا۔ مصنف نے اس نکتہ سے ثابت کیا ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے ۴۴ عکل اور عرینہ کے لوگوں نے اونٹ کا دودھ اور پیشاب حکم نبوی ﷺ کے مطابق پیا اور تندرست ہو گئے۔ مصنف نے یہاں پیشاب پینے کے حوالے سے مختلف فقہاء کے اقوال بیان کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نجس و حرام ہے لیکن حضور ﷺ کا فرمانا وحی کے ذریعہ اس قوم کے لیے مخصوص تھا جس سے تندرست ہو کر وہ اپنے حال پر آ گئے ۴۵ صلح حدیبیہ کے حوالے سے مصنف نے علماء کے اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ کیا مشرکوں کے ساتھ نبی کے سوا عام مسلمانوں کے لیے ایسی صلح کرنا جائز ہے کہ نہیں ۴۶ کیونکہ صلح حدیبیہ کی شرائط واضح طور پر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھیں اور قریش کی خواہشات کے مطابق معاہدہ کیا گیا تھا جو مسلمانوں میں اضطراب کا باعث بھی بنا۔

حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ اور ان کے شوہر اوس بن الصامت بن قیس اُصرم انصاری کے واقعہ ظہار اور کفارہ ظہار میں حضرت اوسؓ کی غربت اور بدحالی کے پیش نظر آپ ﷺ نے ان کو خود کھجوریں دیں اور فرمایا کہ ان کھجوروں کو لے جاؤ اور فقراء میں تقسیم کر دو تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے سے زیادہ فقیر کسی کو نہیں جانتا اگر حکم ہو تو اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال پر تقسیم کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی کرو مصنف کے مطابق یہاں علماء میں اختلاف ہے کہ اگر صاحب کفارہ فقیر ہو تو کیا اس کے لیے

جائز ہے کہ وہ اسے خود پر صرف کر لے اکثر ائمہ کا مذہب ظاہر حدیث پر نظر کرتے ہوئے اسی پر ہے کہ جائز ہے لیکن ہمارے (مصنف کے) نزدیک جائز نہیں حضور ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ اب تو تم اسے کھالو آئندہ کفارہ دے دینا۔ ۴۷☆

اسی طرح مصنف نے غزوہ خیبر کے حوالے سے پالتو گدھوں کے گوشت کی حرمت، گھوڑوں کے گوشت کی حرمت، پیاز و لہسن کھانے کا حکم، مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے احرام کے واجب یا واجب نہ ہونے سے متعلق بحث کی ہے مصنف نے فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر اختلافی مسائل کے حوالے سے بھی اخذ و استنباط کیا ہے مثلاً ایام مرض میں آپ ﷺ کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امامت کے لیے خاص فرمانے کے عمل کے بارے میں صاحب مدارج النبوۃ کی رائے ہے کہ یہ اہل سنت کے لیے آپ (حضرت ابو بکر صدیقؓ) کی تقدیم خلافت کی واضح دلیل ہے۔ ۴۸

اسی طرح فتح مکہ کے ضمن میں بھی چند فقہی احکام کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مثلاً فتح مکہ کے بعد قیام مکہ کے دوران ایک فاطمہ نامی خاتون کی چوری اور اس کے لیے حضرت اسامہؓ کی سفارش کا تذکرہ کیا گیا ہے جس پہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوی کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ شیخ عبدالحقؒ اس روایت سے احکام کا استنباط کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

(i) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود اللہ میں شفاعت، سفارش کرنا ناجائز ہے جب معاملہ حاکم تک پہنچ جائے۔

(ii) معاملہ حاکم تک پہنچنے سے قبل سفارش جائز ہے اگر اس سے کسی کو شر اور اذیت کا خطرہ نہ ہو۔

(iii) تعزیز میں دونوں صورتوں میں سفارش کرنا جائز ہے خصوصاً اشراف کے معاملہ میں۔ ۴۹

مباحث فقہیہ میں مصنف طوالت اختیار کرنے کی بجائے اختصار سے کام لیتے ہیں اور اکثر مقامات پہ مسئلہ زیر بحث میں محض جمہور کی رائے بیان کرنے پہ اکتفا کرتے ہیں البتہ بعض مقامات پر قدرے تفصیلی بحث بھی کی گئی ہے (جیسا کہ گدھے اور گھوڑے کے گوشت کی حلت و حرمت کا مسئلہ) اور فقہاء کی آراء اور دلائل کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ ۵۰ بیشتر فقہی مباحث کے آخر یا شروع میں ''کذا فی المواہب'' کا جملہ بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ ۵۱ مجموعی طور پر فقہی مباحث میں مصنف کا رویہ اعتدال پہ مبنی ہے۔

(۱۰) رجال ومقامات کے اسماء کے اعراب اور وجہ تسمیہ کی وضاحت

صاحب مدارج النبوۃ کی سیرت نگاری کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ موصوف سیرت مبارکہ سے متعلقہ افراد ومقامات کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کے اسماء کے اعراب کا تذکرہ کر کے قاری کے لیے پڑھنے میں سہولت پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح روایت میں مذکور بعض الفاظ کی وضاحت بھی فرما دیتے ہیں مثلاً اماں حواء کو حواء کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چونکہ ان کو "حی" یعنی زندہ (حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی) سے پیدا کیا گیا تھا اسی وجہ سے ان کا نام حواء رکھا گیا۔۵۲ اماکن ورجال کے حوالے سے ذیل میں چند مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

(i) صلصل بود بروزن بلبل۵۳

(ii) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بفتح میم بن قصی بضم قاف وفتح صادو تشدید بابن کلاب بکسر کاف...۵۴

(iii) مسطح رضی اللہ عنہ بکسر میم و سکون سین وفتح طاء مہملہ وحاء مہملہ۔۵۵

(iv) حمنہ بفتح حاء و سکون میم و نون۔۵۶

(v) ذی قرد بفتح قاف وراء ودال مہملہ۔۵۷

مندرجہ بالا امثال کی مانند سینکڑوں مثالیں کتاب میں موجود ہیں۔

(۱۱) مختلف واقعات کے آخر میں پناہ مانگنا

مصنف کا ایک اہم اور منفرد اسلوب مختلف وقائع سیرت کے تذکرہ کے بعد پناہ مانگنا بھی ہے۔ کفار کے ظلم و ستم، فسق و فجور، ضد و ہٹ دھرمی، مختلف بادشاہوں کی رعونت و تکبر اور آپ ﷺ، کے اصحاب رضی اللہ عنہم یا خطوط وغیرہ کی بے حرمتی کے مواقع پر صاحب مدارج النبوۃ نے ایسا انداز اختیار کیا ہے۔ مثلا ہجرت کے ساتویں سال کے واقعات میں فردہ بن عمر وخدامی کا واقعہ بیان کرتے ہیں جو کہ بادشاہ روم کی طرف سے ارض بلقاء میں عمان پر عامل مقرر تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک خط بھیجا اور لکھا کہ آپ ﷺ نبی برحق ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بشارت دی تھی اس لیے میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں تحائف بھجوائے جنہیں آپ ﷺ

نے نہ صرف قبول فرمایا بلکہ ان کے قاصد کا بہت اکرام کیا۔ جب بادشاہ ہرقل کو اس کے ایمان کی خبر پتہ چلی تو اس نے فردہ بن عمرو خدامیؓ سے کہا کہ اگر تم اپنے عہدہ پر برقرار رہنے چاہتے ہو تو عیسائیت کی طرف لوٹ آؤ لیکن فردہؓ نے فرمایا کہ میں کیسے لوٹ سکتا ہوں جبکہ میں جانتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نبی برحق ہیں۔ بادشاہ نے ان کو قید میں ڈال دیا اور کچھ عرصہ بعد سولی پہ چڑھا دیا۔ شیخ عبدالحقؒ بادشاہ روم کے اس ظلم اور انکار حق پہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے عمل سے پناہ مانگتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"نعوذ باالله من شرالدنیا وشرالنفس وشرالشیطان الرجیم"۵۸

واقعہ افک میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر الزام تراشی میں منافقین کے ساتھ ساتھ بعض مخلص مسلمان بھی اس فتنہ کا شکار ہوئے جن میں حضرت حسان بن ثابتؓ بھی شامل تھے۔ مصنف یہاں حضرت حسان بن ثابتؓ کے حوالے سے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے اس فتنہ میں مبتلا ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کے اس عمل سے "نعوذ باللہ من ذلک" کہہ کر پناہ مانگتے ہیں۔۵۹

اس طرح کی دیگر مثالیں بھی کتاب کا حصہ ہیں جو مصنف کی دین اسلام، پیغمبر اسلام، صحابہ اور اہل بیت سے محبت کی آئینہ دار ہیں۔ مثلاً پچھلی سطور میں فاطمہ نامی عورت کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ "اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا" نقل کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے شیخ عبدالحق امام تاج الدین السبکی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے رسول اللہ کے خطبہ میں اس قول کا تذکرہ تو کیا ہے لیکن وہاں حضرت فاطمہ کا نام نہیں لکھا۔ بلکہ لکھا ہے کہ اگر فلاں بھی چوری کرے (پھر اپنے اہل بیت میں سے کسی ایک کا نام لیا) تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔۶۰

امام السبکی کا حضرت فاطمہؓ کا نام ذکر نہ کرنا شیخ موصوف کے نزدیک بہت محبوب ٹھہرا جو درحقیقت ان دونوں حضرات کی اہل بیت سے محبت کا مظہر ہے۔

(۱۲) کتاب کے مصادر و مراجع

کتاب کے مصادر و مراجع پر اگر نظر ڈالیں تو احساس ہوتا ہے کہ مصنف نے مدارج النبوۃ کی تالیف سے قبل علوم اسلامیہ کی تمام اصناف سے متعلقہ بنیادی کتب کا مطالعہ کیا ہے اور ان سے اپنی کتاب سیرت میں استفادہ کیا ہے۔ تفسیر، علوم تفسیر، حدیث، علوم حدیث، فقہ واصول فقہ، مغازی و سیر، اعلام و

انساب، لغت وادب، تاریخ وسیر، علم العقائد وتصوف غرض یہ کہ اسلامی علوم کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کی بنیادی کتب کے حوالہ جات کتاب میں نہ ملتے ہوں۔ مصادر و مراجع کا تنوع مصنف کی تبحر علمی اور وسعت مطالعہ کا آئینہ دار ہے۔ وقائع سیرت کے حوالے سے جن مصادر و مراجع پر مصنف نے زیادہ انحصار کیا ہے ان میں المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ از محمد بن احمد القسطلانی (۹۲۳ھ) اور روضۃ الاحباب شامل ہیں ان دونوں کتب کے حوالہ جات کتاب میں جابجا مصنف کے اعتراف کے تحت نظر آتے ہیں مدارج النبوۃ سے قبل کی فارسی سیرت نگاری میں سے صاحب مدارج النبوۃ نے معارج النبوۃ از شیخ معین الدین الہروی م (۹۷۰ھ) سے بھی خاصا استفادہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں صحاح ستہ، مستدرک امام حاکم، تاریخ طبری، فتح الباری، سفر السعادات، جمع الجوامع وغیرہ کے حوالہ جات بھی ملتے ہیں۔ مصنف بعض مباحث کی طوالت کے پیش نظر اپنی دیگر کتب کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ بھی دیتے ہیں[۶۱] وقائع سیرت کے بیان میں عربی و فارسی اشعار سے جگہ جگہ استدلال کیا گیا ہے۔[۶۲] جو کہ مصنف کے شعری ذوق کے آئینہ دار ہیں۔

مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ مدارج النبوۃ اپنے اسلوب و منہج کے حوالے سے ایک منفرد کتاب سیرت ہے جو کہ صرف واقعاتی سیرت نگاری تک محدود نہیں بلکہ علوم و معارف کا دائرۃ المعارف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مابعد کی اردو، فارسی اور عربی سیرت نگاری میں مدارج النبوۃ سے خاصا استفادہ کیا گیا۔

خلاصہ بحث:

مباحث مقالہ کو درج ذیل نکات کی صورت میں مختصراً بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) مصنف کے مطابق مدارج النبوۃ کی وجہ تالیف اس دور کے حالات تھے لوگ جادہ دین سے ہٹنے لگے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے عقیدت و محبت اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کے پہچاننے میں غفلت ہونے لگی تھی اس لیے ضرورت تھی کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو اس کمی کو پورا کرسکے۔

(۲) برصغیر کی سیرت نگاری میں مدارج النبوۃ خاص مقام کی حامل کتاب سیرت ہے اس سے قبل کسی ہندی مسلمان کی طرف سے حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ پہ اتنی جامع اور مفصل کتاب نہیں لکھی گئی۔

(۳) برصغیر کے فارسی ادب میں اگر شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ قرآن شہرہ آفاق حیثیت رکھتا ہے تو مکمل، جامع اور مبسوط سیرت نگاری کے حوالے سے مدارج النبوۃ اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

(۴) کتاب پانچ اقسام کے تحت دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے پہلے حصہ میں آپ ﷺ کی شمائل اور فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ دوسرے حصہ میں نسب سے وصال تک کے واقعات سیرت کے علاوہ دیگر موضوعات کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔

(۵) مدارج النبوۃ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کی محض واقعاتی تاریخ نہیں بلکہ اسلامی علوم و معارف کا ایک دائرۃ المعارف بھی ہے۔

(۶) مدارج النبوۃ میں وقائع سیرت کے تذکرہ کے ضمن میں آیات قرآنیہ سے بھرپور استدلال کیا گیا ہے۔ نیز احادیث و آثار اور دیگر روایات کو بطور استشہاد پیش کیا گیا ہے۔

(۷) روایات سیرت کی استنادی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے نیز روایات کے ضعف و اضطراب کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

(۸) روایات سیرت میں تطبیق اور رفع تعارض مصنف کی سیرت نگاری کی ایک اہم خاصیت ہے۔

(۹) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو تصوف اور صوفیاء سے خاص لگاؤ تھا اس لیے اگر سیرت رسول ﷺ میں ان کو طبقۂ صوفیاء کے لیے کوئی دلیل و حجت ملتی ہے تو اسے بطور خاص زیر بحث لاتے ہیں۔

(۱۰) واقعات سیرت سے استنباط احکام (فقہ السیرۃ) موصوف کی سیرت نگاری کا ایک اہم پہلو ہے۔
وقائع سیرت سے استخراج دروس
وعبر واحکام فقہیہ کی متعدد مثالیں کتاب کا حصہ ہیں۔

(۱۱) بعض فرقوں کے عقائد و افکار باطلہ کا رد منطقی استدلال کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ نیز نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل سے بھی کام لیا گیا ہے۔

(۱۲) نبی کریم ﷺ کے چند فیصلوں (مثلاً کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے حکم) پر بعض حضرات کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات مصنف کی دینی حمیت کے اظہار کے آئینہ دار ہیں۔ نیز حضرات صحابہؓ پر کیے گئے اعتراضات کا رد کرتے ہوئے دفاع صحابہؓ کا فریضہ بھی سرانجام دیا گیا ہے۔

(۱۳) کتاب میں سیرت مبارکہ سے متعلقہ اماکن و رجال کے اسماء کے اعراب اور وجہ تسمیہ وغیرہ کی وضاحت قاری کے لیے سہولت اور دلچسپی کا ساماں مہیا کرتی ہے۔

(۱۴) مدارج النبوۃ میں جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں بہت وسعت اور تنوع ہے۔ مصادر و مراجع کا تنوع مصنف کی تبحر علمی اور وسعت مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(۱۵) برصغیر کی مابعد فارسی، عربی اور اردو سیرت نگاری میں مدارج النبوۃ سے خاصا استفادہ کیا گیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱؎ اس حوالے سے ڈاکٹر سفیر اختر نے ایک فہرست مرتب کی ہے جو بہت جامع ہے۔ذیل میں فہرست نقل کی جاتی ہے۔

(i) اردو:۔ نصیر الدین ہاشمی، ''قدیم اردو (دکھنی) میں سیرۃ النبی کا ذخیرہ''، دکھنی (قدیم اردو) کے چند تحقیقی، مضامین ،دلی: آزاد کتاب گھر (۱۹۶۳)، صفحات ۲۲۔۵۰، انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسولؐ، لاہور، :اقبال اکادمی پاکستان (۱۹۸۹ء)، محمد مظفر عالم جاوید صدیقی، اردو میں میلاد النبی: تحقیق۔ تنقید۔ تاریخ، لاہور: فکشن ہاؤس (۱۹۹۸ء)

(ii) بلوچی و براہوائی۔ انعام الحق کوثر، ''ذکر رسول بلوچی و براہوئی ادب کے آئینے میں''، فکر و نظر (اسلام آباد)، جولائی ستمبر ۱۹۹۲ء، صفحات ۹۷۔۱۰۸، سرور کونین کی مہک۔ بلوچستان میں، کوئٹہ: سیرت اکادمی بلوچستان (۱۹۹۷ء)

(iii) بنگالی:۔ وفا راشدی، ''بنگلہ زبان میں سیرت نگاری:'' سیارہ (لاہور)، شمارہ ۱۸، مارچ ۱۹۸۴ء

(iv) پشتو:۔ سعید اللہ قاضی، ''پشتو میں سیرت کی کتابیں''، الحق (اکوڑہ خٹک)، جون ۱۹۷۸ء صفحات ۳۷۔۴۵، جولائی ۱۹۷۸، صفحات ۳۵۔۴۲، ستمبر ۱۹۷۸ء، صفحات ۴۳۔۴۸، اکتوبر ۱۹۷۸، صفحات ۴۲۔۴۷

(v) پنجابی:۔ سلیم خان گمی، ''پنجابی میں سیرت نگاری''، المعارف (لاہور)، دسمبر ۱۹۸۳، صفحات ۱۳۔۲۳

(vi) سندھی:۔ غلام مصطفی قاسمی، ''سندھ میں علم سیرت کی ابتداء اور ارتقاء''، المعارف (لاہور)، دسمبر ۱۹۷۹ ،صفحات ۵۔۱۲ (مکرر اشاعت، جولائی۔ اگست ۱۹۸۵ء، صفحات ۲۲۵۔۲۳۲) ،کریم بخش خالد، ''سیرت النبی ﷺ۔ سندھ کے ادبی سرمائے کا جائزہ''، المعارف (لاہور)، اگست ۱۹۸۰ء، صفحات ۳۔۱۱، گل حسن لغاری، ''سندھ میں علم سیرت کا ارتقاء'' المعارف (لاہور)، جنوری ۱۹۸۱ء، صفحات ۳۔۱۰، میمن عبدالمجید سندھی، ''آزادی کے بعد سندھ میں دینی ادب کی اشاعت۔ سیرت پاک پر کتابیں''، در نگارشات سندھ، لاڑکانہ: سندھی ادبی اکیڈمی (۱۹۹۲ء) صفحات ۱۰۹۔۱۳۴

(vii) عربی: محمد یسین مظہر صدیقی، ''ہندوستان میں عربی سیرت نگاری: آغاز وارتقاء، تحقیقات اسلامی (علی گڑھ)، اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۸۴ء، صفحات ۳۶۹۔۳۸۱، محمد صلاح الدین عمری، ''ہندوستان میں عربی سیرت نگاری۔ ایک جائزہ''، تحقیقات اسلامی (علی گڑھ) اپریل۔ جون ۱۹۹۷ء، صفحات ۳۴۔۴۸

(viii) فارسی: ''رحیم بخش شاہین'' کتاب شناسی فارسی سیرۃ النبی درشبہ قارہ'' دانش (اسلام آباد) شمارہ ۳ ا، صفحات ۸۴۔۹۹

(دیکھیے: سفیر اختر، ڈاکٹر، برصغیر پاک وہند میں سیرت نگاری دوسری صدی۔ بارھویں صدی ہجری) فکر ونظر (اسلام آباد)، شمارہ ۲۔ اکتوبر۔دسمبر ۲۰۰۰ء ص۔۴۱

۲؎ نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دھلی، دارالمصنفین، ۱۹۵۳ء، ص۱۹۸؛ محمد اکرام، شیخ، رود کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، ۱۹۹۲۔ ص ۳۸۴

۳؎ دہلوی، شیخ عبدالحق محدث، اخبار الاخیار مع مکتوبات، سکھر، مکتبۃ نوریۃ رضویۃ (س ن) ص ۳۱۰۔۳۱۱

۴؎ نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۷۹

۵؎ شیخ اوران کے آباءواجداد وغیرہ کے تفصیلی حالات زندگی کے لیے دیکھئے:

(i) نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۱۵۶۔۲۰۶

(ii) الحسینی، عبدالحی بن فخر الدین (م ۱۳۴۱ھ)، الإعلام بمن فی تاریخ الہند من الأعلام المسمی نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، بیروت، دار ابن حزم، ۱۴۲۰ھ؍ ۱۹۹۹ء، ۵؍ ۵۵۳۔۵۷۵

(iii) لاہوری، مفتی غلام سرور، حدیقۃ الاولیاء، تحقیق محمد اقبال مجددی، لاہور، اسلامک بک فاونڈیشن، ۱۹۷۶ء ص ۱۹۳

(iv) بھٹی، محمد اسحق، فقہائے ہند، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۷، ۴؍ ۲۰۶، (حصہ اول)

(v) زبید احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ، مترجم، شاہد رزاقی، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۱، ص ۶۶۔۶۷

(vi) دہلوی، شیخ عبدالحق، اخبار الاخیار مع مکتوبات، سکھر، مکتبہ نوریہ رضویہ، ص ۲۹۹، ۲۹۸

(vii) القنوجی، صدیق حسن، أبو الطیب السید، الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ، بیروت، دار الکتب التعلیمیۃ، ۱۴۰۵ھ؍ ۱۹۸۵ء، ص ۱۴۵

۶؎ بھٹی، محمد اسحاق، فقہائے ہند، ۴؍ ۲۴۵ (حصہ اول)

۷؎ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیفات کی فہرست اور تفصیلی تعارف کے لیے دیکھئے۔ بھٹی، محمد اسحاق، فقہائے ہند، ۴؍ ۲۴۴۔۲۷۰ (حصہ اول)

۸؎ نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۱۹۸

۹؎ دہلوی، عبدالحق محدث، مدارج النبوۃ، گجرات، مرکز اہل سنت برکات رضا (س ن) ۱؍ ۳

۱۰؎ ایضاً۔ ۱؍ ۳ ۱۱؎ الحدید: ۳ ۱۲؎ دہلوی، مدارج النبوۃ۔ ۱؍ ۲

۱۳؎ البقرہ: ۱۴۶ ۱۴؎ دہلوی، مدارج النبوۃ۔ ۲؍ ۶۷ ۱۵؎ ایضاً۔ ۲؍ ۲۸

۱۶؎ التوبۃ: ۱۰۸ ۱۷؎ دہلوی، مدارج النبوۃ، ۲؍ ۶۵ ۱۸؎ ایضاً۔ ۲؍ ۳۵

۱۹ ایضاً۔ ۲،۹۲ ۲۰ ایضاً، ۲،۹۱ ۲۱ ایضاً۔ ۲،۹۱

۲۲ ایضاً۔ ۲،۱۷۰ ۲۳ ایضاً۔ ۲،۱۰۴ ۲۴ ایضاً۔ ۲،۱۸۰

۲۵ ایضاً۔ ۲،۱۵۱ ۲۶ ایضاً۔ ۲،۱۴۸ ۲۷ ایضاً۔ ۲،۲۰۰

۲۸ ایضاً۔ ۲،۴۲ ۲۹ ایضاً۔ ۲،۱۹۹ ۳۰ ایضاً۔ ۲،۱۹۲

۳۱ ایضاً۔ ۲۔،۱۷۸ ۳۲ ایضاً۔ ۲،۹۲ ۳۳ ایضاً۔ ۲،۳۵۱

۳۴ الانفال:۱۷ ۳۵ دہلوی، مدارج النبوۃ، ۔۲،۹۰۔۹۱ ۳۶ ایضاً۔ ۲،۱۰۸

۳۷ ایضاً۔ ۲،۱۱۹ ۳۸ ایضاً۔ ۲،۲۱۳ ۳۹ ایضاً۔ ۲،۳۳۳

۴۰ ایضاً۔ ۲،۱۶۵ ۴۱ ایضا ۲،۱۶۴

۴۲ صحیح البخاری، کتاب العتق ، باب من ملک من العرب رقیقا فوھب وباع وجامع وفدی وسبی الذریۃ، رقم الحدیث ۲۴۰۴

۴۳ دہلوی، مدارج النبوۃ، ۲،۱۵۸ ۴۴ ایضاً۔ ۲،۱۸۵ ۴۵ ایضاً۔ ۲،۱۹۵

۴۶ ایضاً۔ ۲،۲۱۴ ۴۷ ایضاً۔ ا،۲۳۳،ا لمعجم الکبیر ۲۴،۲۴۷

☆ صاحب کفارہ کے خود محتاج ہونے کی صورت میں کفارہ کی رقم وبعام وغیرہ اپنی ذات واہل وعیال پر خرچ کرنے کے حوالے سے فقہاء کے درمیان اختلاف ہے بعض کے نزدیک وہ وقتی طور پر تو ایسا کر سکتا ہے لیکن کفارہ اس کے اوپر قرض ہے اور طاقت و وسعت حاصل ہونے کی صورت میں اس کی ادائیگی ضروری ہے جبکہ بعض کے نزدیک اس کی محتاجی ہی اس سے ادائیگی کفارہ ساقط کر دیتی ہے۔فقہاء کی آراء کے لیے دیکھئے۔(شرح صحیح البخاری لابن بطال ۴،۴۷)

۴۸ دہلوی، مدارج النبوۃ، ۲،۴۲۳ ۴۹ ایضاً۔ ۲،۳۰۵

۵۰ گدھے اور گھوڑے کی حلت و حرمت کی بحث اس ضمن میں بطور مثال پیش کی جاسکتی ہے۔(دہلوی، مدارج النبوۃ ،۲،۲۵۸)

۵۱ حق حضانت میں خالہ یا چچی کے مقدم ہونے کی بحث(دہلوی، مدارج النبوۃ، ۲،۲۶۶)اور غزوہ خیبر سے متعلقہ بعض فقہی مباحث ''کذافی المواھب'' کہہ کر المواھب اللدنیہ سے نقل کی گئی ہیں(دہلوی، مدارج النبوۃ، ۲،۲۵۸)

۵۲ دہلوی، مدارج النبوۃ، ایضاً۔ ۲،۴ ۵۳ ایضاً۔ ۲،۱۵۸ ۵۴ ایضاً۔ ۲،۴

۵۵ ایضاً۔ ۲،۱۶۰ ۵۶ ایضاً۔ ۲،۱۶۰ ۵۷ ایضاً۔ ۲،۱۸۹

۵۸ ایضاً۔ ۲،۲۶۷ ۵۹ ایضاً۔ ۲،۱۶۴ ۶۰ ایضاً۔ ۲،۳۰۵

۶۱ مثلاً غزوہ احد کے تذکرہ میں شہداء احد پہ نماز جنازہ پڑھے جانے یا نہ پڑھے جانے کے حوالے سے فقہا کے اختلاف کے حوالے سے تفصیلی بحث دیکھنے کے لیے اپنی کتاب ''شرح سفر السعادۃ'' کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا ہے۔(دہلوی، مدارج النبوۃ ،۲،۱۳۱)اسی طرح مسجد حرام، مسجد اقصی اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت کے حوالے سے

مکمل بحث کے لیے اپنی کتاب ''جذب القلوب الی دیارالمحبوب'' کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (دہلوی ،مدارج النبوۃ، ۲،۳۰۵۔۳۰۶)

۵۶۔ غزوہ احد میں ایک عورت کا شوہر، باپ اور بیٹا سمیت دیگر رشتہ دار شہید ہوئے۔ لیکن وہ غزوہ سے واپس آنے والے لوگوں سے یہ پوچھتی رہی کہ کیا رسول اللہ حیات ہیں اگر آپ ﷺ زندہ ہیں تو پھر کسی کے بھی مرنے کا غم نہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس عورت کے جذبات کو شاعرانہ انداز میں بیان کرنے کے لیے درج ذیل شعر کا سہارا لیتے ہیں۔

من و دل گر فدا شدیم چہ خاک غرض اندر میان سلامت تست

(دہلوی، مدارج النبوۃ۔ ۲،۱۳۱، ۲،۱۴۸)